

بعد مدت کے بر آئی۔ آرزو  
 کیا نصیب اپنا دل حیراں کھلا  
 قید میں کب تک رہوں میں تنگ دل  
 اے جنوں دکھلا کوئی میدان کھلا  
 آج اجر سعی بے حاصل ملا  
 غیب سے دروازہ احسان کھلا  
 میں تو کہتی تھی الہی خیر ہو  
 مجھ سے کیوں میرا دل ناداں کھلا  
 کیا خبر تھی خوبیِ تقدیر کی  
 آج بخت حسرت و ارماں کھلا  
 جذب دل کو بے اثر سمجھی تھی میں  
 آج رمز پریش پنہاں کھلا  
 نالہ و فریاد کب تھی بے اثر  
 آج اعجازِ دلِ نالاں کھلا  
 کھل گیا حالِ تمنائے محال  
 اب مالِ عشق بے ساماں کھلا  
 (لیلیٰ کا زنداں سے نکل جانا)

دسواں سین — کوچہ و بازار

لیلیٰ (خود بخود)

اے 'عشق! دکھا مجھ کو راہ صحرا  
 اے شوق! بتا مجھ کو راہ صحرا

۱۔ صنف کلام : ایات ، بحر قریب وافی اُخر مکفوف سالم۔ وزن :  
 مفعول مفاعیل فاع لاتن ، دو بار۔

اے قیس ! تجھے پاؤں کس طرح میں  
اے جذب ! وہاں جاؤں کس طرح میں

گیارہواں سین — بیرون شہر  
لیلئی (خود بخود)

رخصت ' اے حب الوطن ! لے جاتے ہیں ہم  
فرصت اے سیر چمن ! دے جاتے ہیں ہم  
نجد میں اب ہم کو پہنچا اے جذب دل !  
قیس کو اب جلد دکھلا اے جذب دل !

بارہواں سین — صحرا  
لیلئی (قیس کو تلاش کرتی ہے)  
لیلئی (خود بخود)

بلائے ۲ جاں مرا جوین بنا کے  
پھرایا عشق نے جوگن بنا کے  
دے ہیں آنسوؤں کے موتیوں سے  
یہ مالے اور یہ سمرن بنا کے  
پنہایا ہے مجھے پھولوں کا گہنا  
دل پر داغ کو گلشن بنا کے

۱۔ صنف کلام : ایات بحر جدید وای سالم - وزن : فاعلاتن فاعلاتن  
مستفعلن دو بار - قصد شاعر : اظہار اس امر کا کہ جذب شوق آخر  
حب وطن پر بھی غالب آیا -

۲۔ صنف کلام - غزل مسلسل ، بحر ہزج مجز و محذوف یا مقصور -  
وزن : مفاعیلن مفاعیلن فعولن ، قصد شاعر : اظہار انداز حسن و عشق بہ یک  
بار - لیلئی معشوق ہے اور مجنوں کے جذب شوق نے اس کو عاشق بنا  
دیا ہے - اس کی نازک جان ، اس کے عاشق تن ہونے کی وجہ سے  
کیا کیا صدمے اٹھا رہی ہے -

کوئی دیکھنے تو اس زلفِ سیہ کو  
 یہ کس نے چھوڑ دی ناگن بنا کے  
 کیا ہے دل پریشان کس بلا نے  
 مجھے خود کا کل پر فن بنا کے  
 پھراتا ہے کسی کا جذب الفت  
 مرے دل کو مرا دشمن بنا کے  
 اتارا عشق نے وہ بھاری گہنا  
 پنھایا زیور آہن بنا کے  
 کسی کے عشق میں دھونی رمائی  
 دل پر داغ کو گلخن بنا کے  
 عجب آتا ہے اپنے دل پہ مجھ کو  
 بنایا موم اسے آہن بنا کے  
 جلایا شمع کی مانند اک عمر  
 مجھے خود شعلہ روشن بنا کے  
 بنا بوٹا سا قد سرو چراغاں  
 جلایا زینت گلشن بنا کے  
 مٹاتی ہے مجھے کیوں میری تقدیر  
 بگڑ جاتی ہے یوں بھی بن بنا کے  
 کسی کی آتش غم ہائے کیا کیا  
 تپاتی ہے مجھے کندن بنا کے  
 یہ صدمے اور نازک جان میری  
 مٹایا مجھ کو عاشق تن بنا کے  
 کیا فتنے کو دامن گیر میرا  
 قضائے گوشہ دامن بنا کے

کیسے ہیں دفن ارماں کیسے کیسے  
دل آباد کو مدفن بنا کے  
فراق یار میں جب آئی برسات  
رُلایا خود ہمیں ساون بنا کے

وہ چہرہ جو کبھی تھا ارغوانی  
کیا نیلا گل سوسن بنا کے  
صبا کی طرح سے پھرتی ہوں بن بن  
ہوائے یار کو تو سن بنا کے

پھراتا ہے جنوں صحرا بہ صحرا  
بہار باغ کو جوگن بنا کے

تیرھواں سین — وادیٰ نجد (مسکن مجنوں)

مجنوں (خود بخود)

نہیں 'میرے سوا کوئی، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
نہیں ہے دوسری لیلیٰ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
میں ہوں عاشق، میں ہوں رسوا، میں ہوں وہ یار بے پروا  
یہ عشق اور عاشقی کیسی، انا لیلیٰ انا لیلیٰ

۱۔ صنف کلام : غزل بحر ہزج وافی سالم - وزن : مفاعیلن مفاعیلن  
مفاعیلن مفاعیلن ، دو بار۔ قصد شاعر : اظہار حالت فنا فی العشق جس کو  
”اتحاد“ کہتے ہیں۔ اس حالت کے بارے میں دو مذہب ہیں - وحدت  
وجود والے تو یہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں یہ بھی ممکن ہے  
کہ عاشق و معشوق دونوں واقعے میں ایک ہو جائیں اور کسی قسم  
کی دوئی نہ رہے - اور وحدت شہود والے صرف اس کے قائل ہیں  
کہ یہ حالت شدت استغراق اور جذب میں طاری ہو سکتی ہے مگر  
واقعے میں شاہد و مشہود ایک نہیں ہو جاتے اور اس کو محقق طوسی  
علیہ الرحمۃ نے بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو رسالہ ”اوصاف الاشراق“)

نہ اب ہے شمع و پروانہ ، جلانا ہے نہ جل جانا  
 فقط شعلہ ہے اب باقی ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 نہ وہ شمع جہاں اب ہے نہ فانوس خیال اب ہے  
 نہ اب دوری ، نہ اب صوری ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 جو میرا ہے وہ تیرا ہے کہ جو تو ہے وہی میں ہوں  
 وہی مجنوں ، وہی لیلیٰ ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 نہ وصلت ہے ، نہ فرقت ہے ، نہ آفت ہے ، نہ حسرت ہے  
 نہ ذلت ہے ، نہ رسوائی ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 نہ اب گل ہے ، نہ بلبل ہے ، نہ اب صیاد گلچیں ہے  
 بہار بے خزاں آئی ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 شراب عشق میں خود ہوں ، خراب عشق میں خود ہوں  
 میں ہوں ساغر ، میں ہوں ساقی ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 (لیلیٰ آتی ہے)

### لیلیٰ

یہ 'کیا کہتا ہے تو مجنوں ' انا لیلیٰ انا لیلیٰ  
 ارے تو ہے مرا شیدا ، انا لیلیٰ انا لیلیٰ

۱۔ صنف کلام : غزل مرصع ، ردیف واحد ، قوافی مختلف - شیخ سعدی  
 کی یہ غزل بھی اسی طرز میں ہے :

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ  
 وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ  
 یک شب ترا مہاں کنم تا جان و دل قرباں کنم  
 جائے تو در چشماں کنم از من چرا رنجیدہ  
 رنجیدہ رنجیدہ از من خطا چہ دیدہ  
 دائم خطا بخشیدہ از من چرا رنجیدہ  
 من سعدی دلخواہ تو ابروئے توچوں ماہ نو  
 من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدہ

مرے عاشق ، مرے شیدا ، میں ہوں معشوق بے پروا  
 مجھے ہے یہ سخن زیبا ، انا لیلی انا لیلی  
 وہ یار نازنین ہوں میں ، حسین مہ جبین ہوں میں  
 جو تو ہے وہ نہیں ہوں میں ، انا لیلی انا لیلی  
 کہاں مجنوں ، کہاں لیلی ، ذرا صورت تو دیکھ اپنی  
 جو ہو صاف آرسی دل کی ، انا لیلی انا لیلی  
 یہ کیسی خود نمائی ہے ، یہ کیا دل میں سائی ہے  
 یہ کیا نا آشنائی ہے ، انا لیلی انا لیلی  
 مجنوں

ابھی کس کی صدا آئی کہ دل ہے جس کا سودائی  
 یہاں لیلی کہاں آئی ، انا لیلی انا لیلی  
 لیلی

یہ ہے دیوانہ پن تیرا ، یہ ہے مستانہ پن تیرا  
 یہ ہے بیگانہ پن تیرا ، انا لیلی انا لیلی  
 یہ باتیں چھوڑ اے ناداں ! جنوں کا ہے یہ سب سامان  
 سنبھال اپنا دل حیراں ، انا لیلی انا لیلی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴

اس غزل کی نسبت بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ  
 غیر مقفئی ہے ، (اور صاحب منتهی العروض بھی انہیں  
 میں سے ہیں) حالانکہ یہ غلط ہے ، یہاں ہر ایک شعر میں تین  
 قافیے موجود ہیں اور ردیف ایک ہے ، یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ  
 تینوں قافیے لفظاً مختلف ہوں مگر دو قافیوں کا اختلاف ضروری ہے ،  
 اور یہ بھی لازم ہے کہ ایسے دو قافیے یکے بعد دیگرے واقع ہوں  
 تاکہ وہ فیتین جو لفظاً متحد ہیں ، ایک دوسرے سے علیحدہ ہو  
 جائیں ۔ مثلاً شیخ سعدی کی غزل مرقومہ کا چوتھا شعر ۔ لیکن اگر تینوں  
 قافیے لفظاً مختلف ہوں تو مستحسن ہے ۔ بحر اور وزن کے لیے گزشتہ حاشیہ  
 دیکھیے ۔ قصہ شاعر : لیلی کی زبانی اظہار عجب کسی قدر غصے  
 کے ساتھ ، مجنوں کی طرف سے معذرت ۔

جنوں کے طور ہیں بے شک نہیں ہوتی خبر اب تک  
پکاروں میں تجھے کب تک ، انا لیلی انا لیلی  
پکار آ کر تو وحشت کو نہ کر بدنام آفت کو  
لگے آگ اس محبت کو ، انا لیلی انا لیلی

### مجنوں

تہ ہو اتنا خفا دلبر جنوں کے جوش میں اکثر  
کہا کرتا ہوں میں مضطر ، انا لیلی انا لیلی  
یہ تھا سب وہم کا دھوکا ، تجھے اب میں نے پہچانا  
غلط ہے یہ مرا دعویٰ ، انا لیلی انا لیلی

### مجنوں

### (غزل)

واہ! کیا خوبی و رعنائی و زیبائی ہے  
تجھ کو زیبا ہے جو یہ دعوائے یکتائی ہے  
چشم جادو کا ترے کون نہیں ہے بیمار  
نرگس باغ کو بھی حسرت بینائی ہے  
تو جو آئی تو خوشی سے میں ہوا شادی مرگ  
واہ کیا نیک بہانے سے اجل آئی ہے  
آئیے مجھ کو جلا لیجیے میں مرتا ہوں  
منتے ہیں آپ کو دعوائے مسیحائی ہے  
کیا شب ہجر کا احوال کہوں میں تم سے  
کوئی تارہ نہ رہا جب مجھے نیند آئی ہے

۱۔ صنف کلام : غزل بحر رمل وافی مخبون مسکن محذوف وزن :  
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلن دوبارہ - بعض مصرعوں میں رکن آخر  
مقصود فعلان لے لیا ہے - قصد شاعر : اظہار بھجت شکر و شکایت -



شوق کہتا تھا کہ جو کچھ ہو درِ یار پہ چل  
 عقل کہتی تھی جنوں ہے تجھے سودائی ہے  
 آج کل تم کو بہت ہے مری خاطر منظور  
 یا مری یا مرے دشمن کی قضا آئی ہے  
 بوسہ دیتے نہیں پھر دل تمہیں کس بات پہ دیں  
 صاحب اتنا تو سمجھیے کوئی سودائی ہے  
 کیا تماشا ہے کہ خلوت میں تو شرماتے ہو  
 اور محفل میں کوئی جائے تو رسوائی ہے

### لیللی

کیا ہوا آج جو ملنے کی قسم کھائی ہے  
 کل وہی تم وہی ہم اور وہی رسوائی ہے  
 جذب الفت کا اثر دیکھ تو اے قیس ذرا  
 تیرے ملنے کی ہوس مجھ کو یہاں لائی ہے  
 یہ ترا خط ہے نہ رکھوں اسے کس طرح عزیز  
 تقد جہاں میں نے گنوا کر یہ رقم پائی ہے  
 کوئی دم کے لیے صحرا کی ہوا کھاتی ہوں  
 پھر وہی کنجِ قفس ہے وہی تنہائی ہے  
 باپ ماں کھینچ کے لے جائیں گے مجھ کو یاں سے  
 پھر وہی ذلت و خواری وہی رسوائی ہے  
 پھر ہوس تیری نکالے گی مجھے زنداں سے  
 کہ وہی میں ہوں وہی یہ دلِ سودائی ہے  
 پھر وہی لالہٗ صحرا وہی جنگل کی ہوا  
 بھر وہی میں ہوں وہی بادیہ پیمائی ہے



جان پر کھیل کے آئی ہوں یہاں تک اے قیس  
دشتِ پر خار میں لیلیٰ کو قضا لائی ہے  
مجھ کو سونے دے اب اے قیس کہ جاگی ہوں میں  
غش کے آثار ہیں یا کہ مجھے نیند آئی ہے  
(لیلیٰ کا بے خبر سو جانا)

مجتوں (خود بخود)

آج 'مہ' رو سے مرے گرم ہے پہلو میرا  
جس کے قابو میں ہے دل اس پہ ہے قابو میرا  
ذوقِ مستی ہے مجھے بے سرو سامانی میں  
ساقیا بھر دے مئے ناب سے چلو میرا

چودھواں سین — صحرا (وادیٰ نجد)

مادر لیلیٰ

کہاں<sup>۲</sup> ڈھونڈھے تجھے مادرِ مری لیلیٰ مری لیلیٰ  
نہ تجھ کو پاسِ عزت ہے نہ تجھ کو پاسِ حرمت ہے  
بڑی تو بے مروت ہے مری لیلیٰ مری لیلیٰ  
(لیلیٰ کو دیکھ کے)

یہی تو ہے مری دخترِ پڑی ہے غش میں یہ مضطر  
اسے اب لے چلوں میں گھرِ مری لیلیٰ مری لیلیٰ  
یہی ہے قیس دیوانہ اسے بھی ہوش ہے یا نہ؟  
ہے اپنی دھن میں مستانہ - - - - -

۱- صنفِ کلام : غزل ( دو شعر ) بحر و وزن : مثل غزل سابق -  
قصہ شاعر : اظہارِ اس مسرت کا جو کامیابی سے حاصل ہوتا ہے -  
۲- صنفِ کلام : غزل مسلسل مع بحر و وزن و قافیہ کے لئے دیکھیے  
صفحہ ۱۳۳ -



تھا ابھی اُس شعلہ خو سے خواب میں راز و نیاز  
 کھل گئی جب آنکھ تو نے سوز تھا نے یاز تھا  
 دل میں چٹکی لی کسی نے آہ کیا آفت ہوئی  
 بخت خفتہ خواب میں بھی تفرقہ انداز تھا

### پندرہواں سین محل سرائے عبدالعزیز

لیلیٰ	کون لایا مجھے ؟	مادر لیلیٰ	یہ ہے میری خطا
ایضاً	کیوں ستایا مجھے	ایضاً	چپ ہو او بے حیا !
،،	جان دوں تو سہی	،،	خوب ہے مر کہیں
،،	دل میں ہے اب یہی	،،	مجھ کو پروا نہیں
،،	قید سے فائدہ ؟	،،	جان لوں گی تری
،،	کوئی مر جائے کیا ؟	،،	یہ خوشی ہے مری
،،	دل پہ قابو نہیں	،،	کاش مر جائے تو
،،	دل لگا ہے وہیں	،،	اب اگر جائے تو
،،	مجھ کو منظور ہے	،،	مار ڈالوں تجھے
،،	جانے دو تم مجھے	،،	اب وہ دن دور ہے
،،	ہائے میں کیا کروں	،،	زھر کھا لے کہیں
،،	میں ابھی کھا بھی لوں	،،	ہائے ملتا نہیں
،،	دم نکلتا نہیں	،،	میں گلا گھونٹ دوں ؟

۱۔ صنف کلام : ابیات (خطابی) بحر متدارک وافی سالم - وزن :  
 فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن دوبار - قصد شاعر : لیلیٰ کی زبانی اظہار ملال  
 دیوانگی کے پہلے سے ، مادر لیلیٰ کی طرف سے طعن و تشنیع و توبیخ -

لِیلٰی	گھونٹ بھی دو کہیں	مادرِ لِیلٰی	سر پہ کیوں خون لوں
،،	پھر نکل جاؤں گی	،،	دل میں کیا آئی ہے
،،	دیکھو کل جاؤں گی	،،	کیوں قضا آئی ہے
،،	دائی مرقی ہوں میں	،،	دیر بے کار ہے
،،	ہائے مرقی ہوں میں	،،	قبر تیار ہے

### سولہواں سین — بیمار خانہ

درد دل کا علاج کیا ہوتا  
 رو بہ صحت مزاج کیا ہوتا  
 عشق نے کام ہی تمام کیا  
 لو طبیبوں نے بھی جواب دیا  
 اس مرض سے ہوئی شفا نہ ہمیں  
 راس آئی کوئی دوا نہ ہمیں  
 بس اجل ہی دوائے عاشق ہے  
 قبر دار الشفائے عاشق ہے

### سترہواں سین — وادیٰ نجد

(ایک راہ گیر)

کون ہے یہ جوان زار و نزار

- ۱۔ صنف کلام : مثنوی بحر خفیف وافی مخبون مسکن محذوف - وزن : فاعلاتن مفاعیلن فعْلان - دو بار قصد شاعر : اظہار علالت -
- ۲۔ صنف کلام - ایضاً بحر و وزن ایضاً - بعض مصرعوں میں رکن آخر مقصور لے لیا ہے (فعْلان) - قصد شاعر : معشوق کی علالت کی خبر من کے عاشق کے دل میں کیا خیالات پیدا ہوئے، ”کاش اے دل طبیب ہوتا میں“ اس مصرع کا مضمون قیس کے دیوان سے لیا ہے -

## دوسرا راہ گیر

ہے یہ لیلیٰ کا عاشق بیار

منتے ہیں ہم مریض ہے لیلی

پہلا

آؤ مجنوں کو دیں خبر اس کی

دیکھیں کیا کہتا ہے یہ دیوانہ

ہوش بھی اس کو آتا ہے یا نہ؟

دوسرا

مفت کیوں خون لیتے ہو سر پر

مر نہ جاؤ یہ عاشق مضطر

پہلا

جس کسی کو ہو عشق کا آزار

اُس کا مرنا ہی خوب ہے اے یار

(مجنوں سے مخاطب ہو کر)

اے مریضِ محبتِ لیلیٰ !

اے طلبِ گارِ وصلتِ لیلیٰ !

سخت بیمار ہے وہ غیرتِ ماہ

اُس کے احوال سے بھی ہے آگاہ؟

مجنوں

کیا سناتا ہے اے فلک مجھ کو

کیوں ستاتا ہے اے فلک مجھ کو

کاش اے دل ! طیب ہوتا میں

غم گسار حبیب ہوتا میں

فکر تیار دل ربا کرتا  
 کچھ نہ کچھ اُس کی میں دوا کرتا  
 بس نہیں ہے کہ اڑ کے جاؤں میں  
 اک نظر اس کو دیکھ آؤں میں  
 اب کہاں صبر جانِ بسمل کو  
 سخت تشویش ہے مرے دل کو  
 گو کہ مجھ کو خدا سے ہے امید  
 یعنی اپنی دعا سے ہے امید  
 یہ بلا اُس کے سر سے ٹل جائے  
 پہلے اُس سے مجھی کو موت آئے

اٹھارہواں سین - محل سرائے عبدالعزیز

(لیلیٰ کا دم واپسین)

لیلیٰ

ہم 'نہیں' آن میں جو ہیں موت سے ڈرنے والے  
 اس کا غم کیا یونہیں مر جاتے ہیں مرنے والے  
 ہو کے مایوس دیا چارہ گروں نے بھی جواب  
 زخم دل کے نہ تھے ایسے جو ہوں بھرنے والے  
 ہے خوشی موت کی ، خود زیست سے بیزار ہیں ہم  
 دم ٹھہر جائے تو ہم کب ہیں ٹھہرنے والے

۹۴۔ صنف کلام : غزل مسلسل مرقعی بحر رمل وافی مخبون مسکن  
 محذوف یا مقصور۔ وزن : فعلا تین فعلا تین فعلا تین فعلن دو بار۔ قصد شاعر :  
 ایک وفادار معشوق کا خاتمہ بالخیر۔ لیلیٰ اپنی موت سے خوش ، اپنے  
 عزیزوں سے ناراض گئی۔ اعتراف محبت ، وصیت۔

## (عزیزوں سے مخاطب ہو کر)

اب تو ٹھنڈک پڑی جی میں کہ ہوئے ہم برباد  
 آج تو خوش ہوئے الزام کے دھرنے والے  
 ہائے رہ رہ کے کلیجے میں دھواں اٹھتا ہے  
 آج کیوں چپ ہوئے کہہ کہہ کے مکر نے والے  
 لو کہے دیتے ہیں ہم قیس پہ دم دیتے تھے  
 اب کدھر بیٹھے ہیں رسوا ہمیں کرنے والے  
 پاک آلفت تھی ہمیں، اس کا خدا عالم ہے  
 پاک دل ہوتے ہیں اللہ سے ڈرنے والے  
 غسل میت مجھے دیتا ہے مرا دیدہ تر  
 دیکھو اس طرح نکھرتے ہیں نکھرنے والے  
 قبر تک جائیں گے اسباب پریشانی کے  
 بعد مُردن بھی یہ گیسو ہیں بکھرنے والے  
 کیا عجب میرے جنازے پہ کہیں اہل نظر  
 ہم نے دیکھے نہیں ایسے کبھی مرنے والے  
 آجلا آجلا وہ کفن اور وہ پھولوں کی مہک  
 مر کے بھی آہ سنورتے ہیں سنورنے والے  
 میرے مجنوں کو مرے بعد یہ دینا پیغام  
 اے محبت میں مری حد سے گزرنے والے  
 تجھ پہ لیلیٰ ہوئی قربان تری جان سے دور  
 دیکھ یوں بات پہ مر جاتے ہیں مرنے والے  
 'بے وفا' تو تو کہا کرتا تھا ہم کو اے قیس  
 تو سلامت رہے اے نام کے دھرنے والے



تو ہی کہہ دے کہ وفا اور کسے کہتے ہیں؟  
 عمر بھر نام پہ بیٹھے رہے بھرنے والے  
 بیچ منجدھار میں آفت نے ڈبویا ہم کو  
 ہم نہ تھے آن میں جو ہیں پار اترنے والے  
 حشر کے دن تجھے اللہ سے لیں گے اے قیس  
 صبر کر صبر کر یہ دن ہیں گزرنے والے  
 تو نہ کڑھنا تجھے میری غمِ الفت کی قسم  
 اس کا غم کیا یونہی مر جاتے ہیں مرنے والے  
 (لیلیٰ کا مر جانا)

آنیسواں سین — عزا خانہ صف ماتم ، تابوتِ لیلیٰ  
 (نوحہ مادرِ لیلیٰ)

مر گئی ' لیلیٰ جوان ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 ہو گئی برباد ماں ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 موت کی تھی دل میں یاد ، مرنے سے تھیں شاد شاد  
 آہ مری نا مراد ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 اے مری غنچہ دھن ، ہائے مری کم سخن  
 اے مری گل پیرھن ، ہائے یہ کیا ہو گیا

۱۔ صنفِ کلام : نوحہ ، بحرِ منسرح وافی مطوی مکسوف یا  
 موقوف۔ وزن : مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان دوبار۔ جہاں وقف ہے  
 وہاں پر فاعلان کی جگہ فاعلان ہے۔ قصد شاعر : مادرِ لیلیٰ کی  
 زبانی اعترافِ قصور۔ لیلیٰ محنوں کے وصال میں کوئی مانع نہ تھا  
 سوائے ضد اور تعصب اور نفاق کے جو اس گھرانے میں واقع تھے  
 اور غیرت کے پیرائے میں ظہور پزیر ہوئے ، کوئی امر شرعی مانع  
 نہ تھا۔

مصنف کے نزدیک مناسب ہے کہ یہ واقعہ (یعنی لیلیٰ کا مرنا)  
 پردے کے اندر سے واقع ہو (مرتب)

قیس سے تجھ کو چھڑا لانے کی پائی سزا  
 سب ہے یہ میری خطا ہائے یہ کیا ہو گیا  
 خاک میں مل جائے ماں مجھ سی نہیں ناشاد ماں  
 مر گئیں کڑیل جواں ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 بدسواں سین — دشت نجد

مجنوں

کچھ ' آج سوا ہے بے قراری  
 کیوں آہ یہ کیا ہے بے قراری  
 آتی ہے صدائے شور و شین  
 ہے کیا دل خراش ہیں بین  
 ہے آج یہ درد متصل کیوں  
 آمدا آتا ہے مرا دل کیوں  
 آگے تو نسیم کوئے جاناں  
 لاتی تھی شمیم زلف پیچاں  
 سنبل کی مہک فدا ہو جس پر  
 قرباں ہو بوئے مشک عنبر  
 تسکین ہوتی تھی درد دل کو  
 گویا کھوتی تھی درد دل کو  
 ہے آج ہوا میں بوئے کافور  
 کیا کہتا ہوں اس کی جان سے دور

۹۔ صنف کلام : مشنوی (مرقعی) بحر ہزج مجزو و اخرب مقبوض  
 محذوف یا مقصور۔ وزن : مفعول مفعولن یا فعولان دو بار اور بعض  
 مصرعے بحر ہزج مجزو و اخرام اشتر محذوف یا مقصور۔ وزن : مفعولن  
 فاعلن فعولان یا فعولان۔ قصد شاعر : اظہار اس امر کا کہ مجنوں کو  
 خود بخود مرگ لیاہلی کی خبر ہو گئی اور پھر جب اس خبر کی  
 تصدیق زبانی راہ گیر کے ہوئی تو اس کا کیا حال ہوا ۔

اے دل کس کا جنازہ اٹھا  
شاید میرا جنازہ اٹھا

کیسی یہ ہچکیاں ہیں پیہم  
اٹھتا ہے دل سے شورِ ماتم

کیوں دل ہے مرا اداس اداس آج  
جینے سے ہے اپنے مجھ کو یاس آج

آثار یہ بد ہیں اے دلِ زار  
سنتا ہوں کہ وہ صنم ہے پیار

کانٹا سا کھٹک رہا ہے دل میں  
شعلہ سا لپک رہا ہے دل میں

لیللی کا مری حال کیا ہے  
ہے یہ مجھے خیال کیا ہے

(دو شخص راہ گیر آتے ہیں)

ایک راہ گیر

دیکھو یہ قیس مبتلا ہے  
لیللی پہ یہ نیم جاں فدا ہے

دوسرا

یہ عشق نہیں جنوں ہے بے شک  
وہ مر گئی یاں نہیں خبر تک

مجنوں

اے حیرت عشق ہوش میں آ  
اے غیرت عشق جوش میں آ

کیا کہتے ہیں لوگ آہ مجھ کو  
سننے کی نہیں ہے تاب مجھ کو

ہے ہے کیا۔ سخت زندگی ہے  
 کیسی۔ کم بخت۔ زندگی ہے  
 لے تیرا برا ہو سخت جانی  
 لیلیٰ کی بھی آ گئی سنانی  
 اب تک نہیں ہائے موت آتی  
 اب تک نہیں ہائے جان جاتی  
 دیکھوں میں تیری قبر لیلیٰ  
 کیونکر ہو دل کو صبر لیلیٰ  
 یہ دن تو مجھے خدا نہ دکھلائے  
 پہلے تجھ سے مجھی کو موت آئے

اے دل! لے چل تو جانب ”حے“  
 دیکھوں تو کیا یہ ماجرا ہے

اکیسواں سین — کوچہ و بازار نجد  
 مجنوں (خود بخود)

درد اور اس پر یہ دل کی بے قراری ہائے ہائے  
 (حالت اضطرار میں)

عشق اور آس پر یہ نا امیدواری ہائے ہائے

---

۱۔ صنف کلام : غزل مسلسل ، بحر رمل وافی مقصور یا محذوف  
 وزن : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا رکن آخر فاعلان۔ قصد شاعر :  
 نوحہ و فریاد ، شدت الم و اضطراب ، اپنے عشق سے بدگمانی ۔ خود بخود  
 جذب عشق کی مدد سے قبر کا ڈھونڈھ نکالنا ، لیلیٰ کی قبر اور تصور سے  
 باتیں کرنا ۔ تڑپ تڑپ کر جان دینا ، باغبان کی زبانی اظہار مرگ  
 مجنوں ، نتیجہ عشق مجازی ۔ واقعہ یہ ہے کہ جب مجنوں نے لیلیٰ  
 کی سنانی وادی نجد میں سنی تو وہ روتا پٹتا ، بہ حالت زار و دل  
 بے قرار (محلہ لیلیٰ) کی طرف چلا ؛ یہاں پہنچ کر ہر ایک سے قبر لیلیٰ

عمر بہتر تڑپا کیے ہم عمر بہرہ رویا کیے  
کیا بری تھی اے فلک قسمت ہماری ہائے ہائے  
شمع جل کر گل ہوئی پروانہ جلتا ہی رہا  
سوز غم دیکھی تری اسید واری ہائے ہائے  
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں تربت کا پتا ملتا نہیں  
بے اثر تھی آہ میری سوگواری ہائے ہائے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۲

کا پتا دریافت کرتا تھا ، مگر کوئی نہیں بتاتا تھا ۔ وجہ اس نہ بتانے کی والبی نے نہیں لکھی ۔ بدظاہر دو وجہیں ہیں ، یا تو یہ کہ مجنوں کے مر جانے کا خیال تھا کہ ایسا لہ ہو کہ قبر لیلیٰ کو دیکھ کر مجنوں ہلاک ہو جائے ، یا وہ لوگ کہ عزیز و اقارب تھے ، فرط غیرت سے مجنوں کو پتا نہیں بتاتے تھے ، اس لیے کہ مجنوں اس کے عشق میں بدنام اور مشہور ہو چکا تھا ؛ پھر وہ کیونکر ایسے شخص کو اپنی عزیز لڑکی کی قبر کا پتا اس عاشق بدنام کو دیتے ؛ میرے نزدیک اس وجہ کو زیادہ تر قوت و رجحان ہے ، اس لیے کہ مجنوں اور لیلیٰ کا وصال نہ ہونے کی بھی یہی وجہ ہوئی ۔ اگر لیلیٰ کے عشق میں مجنوں بدنام نہ ہو جاتا کوئی وجہ نہ تھی کہ اس کا چچا انکار کرتا ۔ اگرچہ مجنوں اس معاملے میں بنا برحق تھا ، ہمارے بیان کے مطابق بے قصور تھا ، اس لیے کہ اس کا مکتب سے پہلے پہل نکل جانا صرف شوریدگی عشق کے سبب سے نہ تھا بلکہ شرم اور غصے کو بھی اس میں کچھ دخل تھا ۔

۱۔ بالجملہ مجنوں نے خود ہی قبر لیلیٰ کی دریافت کر لی ۔ جب وہ قبر لیلیٰ پر پہنچا اور اس کے دل نے گواہی دی بلکہ تصدیق کہ یہی قبر لیلیٰ ہے تو اس نے یہ شعر کہا ۔ (فرد) ”ارادو لیخفوا قبرها عن محبہا ، و طیب تراب القبر ولی علی القبر“ ۔ ترجمہ : اور لوگوں نے چاہا کہ اس کی (لیلیٰ) قبر کو اس کے محب (عاشق) سے چھپا ڈالیں ۔ مگر بوئے خاک قبر نے اس کی قبر تک رہنمائی کی ۔“ اور اس شعر کو بہ تکرار پڑھتا رہا ۔

جہاں تک کہ مر گیا اور اسی کے برابر مدفون ہوا ۔

اے ناظرین والا تمکین ! میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہنا کہ جس طرح عشق محازی میں مجنوں کا انجام ہوا اسی طرح عشق حقیقی میں ہمارا تمہارا خاتمہ بالخیر ہو ! آمین تم آمین !